النور دسمبر ۲۰۱۳ء

ختمِ نبوت کی داعی واحد جماعت

حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا، نہ نیا نہ پُرانا

مدیر

شاہد عزیز

مسز سمیرا احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اعلانات اور خبریں

جماعت کے قیام کو ۱۰۰ سال ہونے کو ہیں اور اِس سال ایک خصوصی دُعائیہ میں اِن سو سالوں میں جماعت کے کام اور کامیابیوں کا جشن منایا جائے گا اور اگلے سو سالوں میں جماعت کے کام پر غور کیا جائے گا۔ تمام ممبران سے درخواست ہے کہ وہ دسمبر میں جماعت کی ترقی، استحکام اور بقاء کے لئے خصوصی دعائیں کریں۔

یادرکھیں کہ یہ کامیابیاں ہمارے بزرگوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہیں۔ اور اِس میں اپنا پیسہ اور وقت جماعت پر قربان کرنا پیش پیش تھیں۔ یادرکھیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ خالی باتیں کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور صرف وہ لوگ ہی کامیاب ہوتے ہیں جو بلکہ اُن لوگوں کو جو کام کر کے دِکھاتے ہیں۔

نشریات

www.virtualmosque.co.uk پر

جمعہ: ۱۳:۰۰ بجے

درس: بعد از جمعہ ۱۴:۰۰

ماہانہ مجلس: ۱۵:۰۰

عیدین: ۱۱:۰۰ بجے اور پنجاب ریڈیو (سکائی چینل ۰۱۳۰) پر ۱۳:۰۰ تا ۱۴:۰۰ بجے

کلامِ امام

ان شہادتوں کے ذکر میں جو ان اسلامی کتابوں سے لی گئی ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کی سیاحت کو ثابت کرتی ہیں۔

(حضرت مسیح موعودؑ پر جب یہ انکشاف ہوا کہ حضرت مسیح ابن مریم وفات پا چکے ہیں تو آپ نے اِس بات پر تحقیق شروع کر دی کہ صلیب دیئے جانے کے بعد حضرت مسیح کہاں غائب ہو گئے۔ اپنی اِس تحقیق کو حضرت صاحب نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں شائع کیا۔ یہ اقتباس اِس کتاب سے لیا گیا ہے جہاں حضرت صاحب نے اسلامی کُتب سے حوالے دیئے ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد سے پہلے بھی علماء کا خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ ہندوستان کا سفر کر چکے ہیں۔ سُو یہ اعتراض کہ حضرت صاحب نے اجماع امت توڑا غلط ہے۔)

کتاب روضۃ الصفا جو ایک مشہور تاریخی کتاب ہے اس کے صفحہ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵ میں بزبان فارسی وہ عبارت لکھی ہے جس کا خلاصہ ترجمہ ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔ اور وہ یہ

ہے:۔

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح اس واسطے رکھا گیا کہ وہ سیاحت بہت کرتے تھے ایک پشمی طاقیہ ان کے سر پر ہوتا تھا اور ایک پشمی کرتہ پہنے رہتے تھے۔ اور ایک عصا ہاتھ میں ہوتا تھا۔ اور ہمیشہ ملک بہ ملک اور شہر بشہر پھرتے تھے اور جہاں رات پڑ جاتی وہیں رہ جاتے تھے۔ جنگل کی سبزی کھاتے تھے اور جنگل کا پانی پیتے اور پیادہ سیر کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیاحت کے زمانہ میں ان کے رفیقوں نے ان کے لئے ایک گھوڑا خریدا اور ایک دن سواری کی مگر چونکہ گھوڑے کے آب ودانہ اور چارے کا بندوبست نہ ہوسکا اس لئے اس کو واپس کردیا۔ وہ اپنے ملک سے سفر کرنے نصیبین میں پہنچے جو ان کے وطن سے کئی سوکوس کے فاصلہ پر تھا۔ اور آپ کے ساتھ چند حواری بھی تھے۔ آپ نے حواریوں کو تبلیغ کیلئے شہر میں بھیجا۔ مگر اس شہر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کی نسبت غلط اور خلافِ واقعہ خبریں پہنچی ہوئی تھیں اس لئے اس شہر کے حاکم نے حواریوں کو گرفتار کرلیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا۔ آپ نے اعجازی برکت سے بعض بیماروں کو اچھا کیا اور بھی کئی معجزات دکھلائے۔ اس لئے نصیبین کے ملک کا بادشاہ مع تمام لشکر اور باشندوں کے آپ پر ایمان لے آیا اور نزول مائدہ کا قصہ جو قرآن شریف میں ہے وہ واقعہ بھی ایام سیاحت کا ہے''۔

یہ خلاصہ بیان تاریخ روضہ الصفا ہے۔ اور اس جگہ مصنف کتاب نے بہت سے بیہودہ اور لغو اور دور از عقل معجزات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے ہیں۔ جن کو ہم افسوس کے ساتھ چھوڑتے ہیں اور اپنی اس کتاب کو ان جھوٹ اور فضول اور مبالغہ آمیز باتوں سے پاک رکھ کر صرف اصل مطلب اس سے لیتے ہیں جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سیر کرتے کرتے نصیبین تک پہنچ گئے تھے اور نصیبین موصل اور شام کے درمیان ایک شہر ہے جس کو انگریزی نقشوں میں نسی بس کے نام سے لکھا ہے۔ جب ہم ملک شام سے فارس کی طرف سفر کریں تو ہماری راہ میں نصیبین آئے گا اور وہ بیت المقدس سے قریباً ساڑھے چار سوکوس ہے اور پھر نصیبین سے قریباً ۴۸ میل موصل ہے جو بیت المقدس سے پانسو میل کے فاصلہ پر ہے اور موصل سے فارس کی حد صرف سو میل رہ جاتی ہے اس حساب سے نصیبین فارس کی حد سے ڈیڑھ سو میل پر ہے اور فارس کی مشرقی حد افغانستان

کے شہر ہرات تک ختم ہوتی ہے یعنی فارس کی طرف ہرات افغانستان کی مغربی حد پر واقع ہے اور فارس کی مغربی حد سے قریباً نوسو میل کے فاصلہ پر ہے اور ہرات سے درہ خیبر تک قریباً پانسو میل کا فاصلہ ہے۔

یہ ان ملکوں اور شہروں کا نقشہ ہے جن سے حضرت مسیح علیہ السلام کا کشمیر کی طرف آتے ہوئے گذر ہوا۔ اس سیر و سیاحت سے آپ کا یہ ارادہ تھا کہ تا اول ان بنی اسرائیل کو ملیں جن کو شاہ سلمنذر پکڑ کر ملک میدیا میں لے گیا تھا۔ اور یاد رہے کہ عیسائیوں کے شائع کردہ نقشہ میں میدیا بحیرہ خزر کے جنوب میں دکھایا گیا ہے جہاں آج کل فارس کا ملک واقع ہے۔ اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ کم سے کم میدیا اس ملک کا ایک حصہ تھا جسے آج کل فارس کہتے ہیں اور فارس کی مشرقی حد افغانستان سے متصل ہے اور اس کے جنوب میں سمندر ہے۔ اور مغرب میں ملک روم۔ بہرحال اگر روضۃ الصفا کی روایت پر اعتبار کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نصیبین کی طرف سفر کرنا اس غرض سے تھا تاکہ فارس کی راہ سے افغانستان میں آویں گے اور ان گمشدہ یہودیوں کو جو آخر افغان کے نام سے مشہور ہوئے حق کی طرف دعوت کریں افغان کا نام عبرانی معلوم ہوتا ہے۔ یہ لفظ ترکیبی ہے

جس کے معنی بہادر ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی فتح یابیوں کے وقت یہ خطاب بہادر کا اپنے لئے مقرر کیا۔

اب حاصل کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔ اس ارادہ سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھاویں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حدفاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے سے آویں تو قریباً اسی کوس یعنی ۱۳۰ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سوکوس کا فاصلہ ہے۔ لیکن

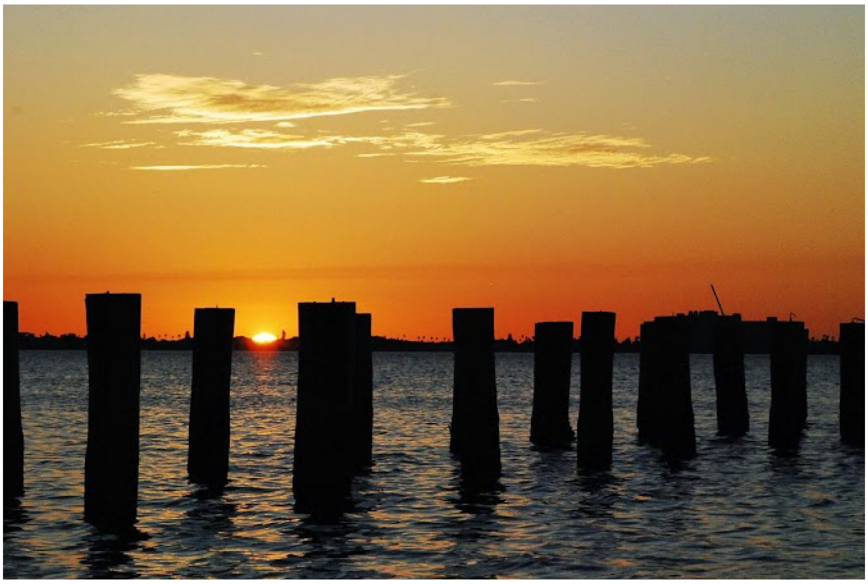

حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا تا کہ اسرائیل کی کھوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیضیاب ہوجائیں۔ اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے اس لئے کشمیر میں آ کر بآسانی تبت میں جا سکتے تھے۔ اور پنجاب میں داخل ہوکران کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں ہندوستان کے مختلف مقامات کی سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سفر کیا ہوگا اور پھر جموں سے یاراولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالبًا وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں گے اور اخیر مارچ یا اپریل کے ابتدا میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلادشام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کرلی ہوگی۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔ مگر افسوس کہ افغانوں کی قوم کا تاریخی شیرازہ نہایت درہم برہم ہے اس لئے ان کے قومی تذکروں کے ذریعہ سے کوئی اصلیت پیدا کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ بہرحال اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ افغان بنی اسرائیل میں سے ہیں جیسا کہ کشمیری بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں اور جن لوگوں نے اپنی تالیفات میں اس کے برخلاف لکھا ہے انہوں نے سخت دھوکا کھایا ہے اور فکر دقیق سے کام نہیں لیا۔ افغان اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ قیس کی اولاد میں سے ہیں اور قیس بنی اسرائیل میں سے ہے۔ خیر اس جگہ اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنی ایک کتاب میں اس بحث کو کامل طور پر لکھ چکے ہیں۔ اس جگہ صرف حضرت مسیح کی سیاحت کا ذکر ہے جو نصیبین کی راہ سے افغانستان میں ہوکر اور پنجاب میں گذر کر کشمیر اور تبت تک ہوئی۔ اس لمبے سفر کی وجہ سے آپ کا نام نبی سیاح بلکہ سیاحوں کا سردار رکھا گیا۔ چنانچہ ایک اسلامی فاضل امام عالم علامہ یعنی عارف باللہ ابی بکر محمد بن محمد ابن الولید الفہری الطرطوشی المالکی جو اپنی عظمت اور فضیلت میں شہرۂ آفاق ہیں اپنی کتاب سراج الملوک میں جو مطبع خیریہ مصر میں ۱۳۰۶ھ میں چھپی ہے یہ عبارت حضرت مسیح کے حق میں لکھتے ہیں جو صفحہ ۶ میں درج ہے۔ ''ابن عیسیٰ روح اللہ و کلمتہ رأس الزاھدین و امام السائحین'' یعنی کہاں ہے عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ جو زاہدوں کا سردار اور سیاحوں کا امام تھا یعنی وہ وفات پاگیا اور ایسے ایسے انسان بھی دنیا میں نہ رہے۔ دیکھو اس جگہ اس فاضل نے حضرت عیسیٰ کو نہ صرف سیاح بلکہ سیاحوں کا امام لکھا ہے۔ ایسا ہی لسان العرب کے صفحہ ۴۳۱ میں لکھا ہے۔ ''قیل سمی عیسیٰ بمسیح لانہ کان سائحا فی الارض لا یستقر''۔ یعنی عیسیٰ کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ وہ زمین میں

سیر کرتا رہتا تھا اور کہیں اور کسی جگہ اس کو قرار نہ تھا۔ یہی مضمون تاج العروس شرح قاموس میں بھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح وہ ہوتا ہے جو خیر اور برکت کے ساتھ مسح کیا گیا ہو یعنی اس کی فطرت کو خیر و برکت دی گئی ہو۔ یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی خیر و برکت کو پیدا کرتا ہو اور یہ نام حضرت عیسیٰ کو دیا گیا اور جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ یہ نام دیتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر ایک وہ بھی مسیح ہے جو شر اور لعنت کے ساتھ مسح کیا گیا یعنی اس کی فطرت شر اور لعنت پر پیدا کی گئی یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی شر اور لعنت اور ضلالت پیدا کرتا ہے اور یہ نام مسیح دجال کو دیا گیا اور نیز ہر ایک کو جو اس کا ہم طبع ہو اور یہ دونوں نام یعنی مسیح سیاحت کرنے والا اور مسیح برکت دیا گیا یہ باہم ضد نہیں ہیں اور پہلے معنی دوسرے کو باطل نہیں کر سکتے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی یہ بھی عادت ہے کہ ایک نام کسی کو عطا کرتا ہے اور کئی معنی اس سے مراد ہوتے ہیں اور سب اس پر صادق آتے ہیں۔ اب خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سیاح ہونا اس قدر اسلامی تواریخ سے ثابت ہے کہ اگر ان تمام کتابوں میں سے نقل کیا جائے تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مضمون اپنے طول کی وجہ سے ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسی پر کفایت کی جاتی ہے۔

(مسیح ہندوستان میں)

تفریق سے پہلے قادیانی علماء کے عقائد بابت دعوی حضرت مسیح موعودؑ

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد

دعویٰ نبوت کا نہیں محدثیت کا ہے

(جماعت قادیان کا عقیدہ ہے کہ ۱۹۰۱ء تک حضرت مرزا غلام احمد صاحب صرف مدعی مجددیت تھے لیکن اِس کے بعد آپ نے اپنا دعویٰ بدل لیا اور ۱۹۰۱ء کے بعد آپ مدعی نبوت تھے۔ مجدد اعظم جو حضرت ڈاکٹر صاحب کا الفاظ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سوانح عمری ہے ڈاکٹر صاحب نے جماعت قادیان کے چیدہ چیدہ علماء کے حوالے دے کر ثابت کیا ہے کہ یہ لوگ میاں محمود احمد صاحب کے خلیفہ بننے تک وہ سب حضرت صاحب کو صرف ایک مدعی مجددیت مانتے تھے نبوت نہیں۔ یہ حوالے ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا محمد علی کا موقف درست تھا۔ کاش جماعت قادیان یہ سمجھ سکے کہ حضرت مسیح موعود پر مدعی نبوت ہونے کہ تہمت لگا کر اُنہوں نے جماعت کو کتنا نقصان پہنچایا ہے۔)

جو لوگ آج میاں صاحب کی مریدی کی وجہ سے ان کی ہاں میں ہاں ملا کر حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو محدثیت یا لغوی یا مجازی نبوت سے بالاتر قرار دیتے ہیں پہلے کیا لکھتے رہے ہیں اتمام حجت کیلئے ان کی ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں کا حوالہ دیا جائے گا۔

مولوی سرور شاہ کی شہادت

سب سے پہلے مولوی سرور شاہ کو لو جنہوں نے قرآن شریف کی تفسیر بھی سات آٹھ پاروں کی لکھی ہے اور جو تھیولاجیکل کالج (مدرسہ احمدیہ) کے پرنسپل ہیں۔ اور میاں صاحب کے استاد ہیں اور میاں صاحب کی عدم موجودگی میں امامتِ نماز کراتے ہیں۔ ۱۹۱۱ء میں یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات سے تین سال بعد تک ان کا مذہب کیا تھا؟ جب کسی مخالف نے لفظ نبی کے استعمال پر اعتراض کیا تو اس وقت مولوی سرور شاہ صاحب نے ذیل کا جواب دیا جس کو اخبار ''بدر'' نے 'لفظ نبی یا مجدد کا استعمال' کا عنوان قائم کر کے شائع کیا:۔

''لفظ نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والے۔ دوم عالی مرتبہ شخص

جس کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مالی کرے وہ نبی ہے۔ اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں۔'' (بدر مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء)

یہاں اول تو عنوان نے ہی فیصلہ کر دیا۔ لفظ نبی یا مجدد کا استعمال کہ اس وقت جماعت کا مذہب یہ تھا اور یہی اخبار نویسوں کا مذہب تھا کہ لفظ نبی کا استعمال ہم بمعنی مجدد کر رہے ہیں۔ پھر مولوی سرور شاہ صاحب نے تمام مجددین سابق کو مختلف مدارج کے انبیاء قرار دے کر یہ واضح کر دیا کہ جس نبوت کو وہ حضرت مسیح موعودؑ میں مانتے ہیں وہ وہی ہے جو محدثین امت میں جاری و ساری رہی ہے پس اگر انہوں نے کبھی لفظ نبی کا استعمال کیا تو وہ بھی بمعنی مجدد ہی تھا۔

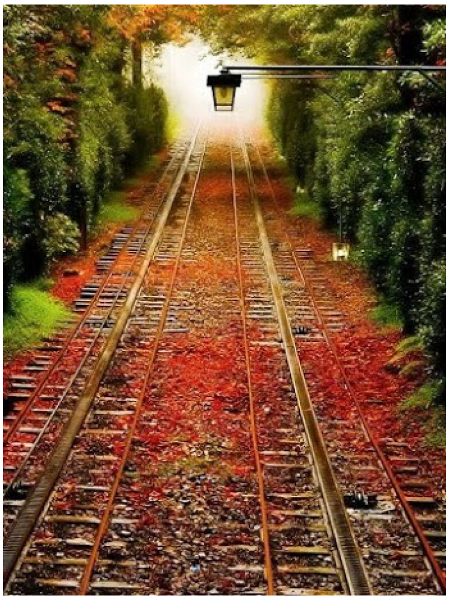

ہوتے رہیں گے چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آئندہ کی خبریں بطور پیش گوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں۔ اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں

(بدر جلد ۹ نمبر ۵۱ و ۵۲)

معلوم ہوا کہ اسوقت تک خاتم النبیین کے یہ معنی کہ آئندہ نبی آپ کی مہر سے بنا کریں گے تراشے نہ گئے تھے بلکہ اس کے یہ معنی کئے جاتے تھے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی اور صرف اصطلاح لغوی میں حضرت صاحب پر نبی کا لفظ استعمال کرتے تھے یعنی اس معنی سے کہ آپ پیش گوئی کرنے والے ہیں جس معنی میں دوسرے محدثین پر بھی اس لفظ کا استعمال جائز ہے کیونکہ پیش گوئیاں وہ بھی کرتے تھے۔

مفتی محمد صادق کی شہادت

(۲) دوسرے نمبر پر مفتی محمد صادق ہیں جو اخبار ''بدر'' کے ایڈیٹر تھے اور جو میاں صاحب کی جماعت میں رہنمائے تبلیغ ہیں۔ مفتی صاحب اپنے قلم سے مولوی شبلی مرحوم سے اپنی ملاقات کا قصہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:۔

''شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا اور نہ پرانا۔ ہاں مکالماتِ الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ سے فیضیاب ہو کر اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی

میر محمد سعید حیدر آبادی کی شہادت

میر محمد سعید صاحب حیدر آبادی جو جماعت حیدر آباد دکن کے پیشرو تھے۔ ان کو جب مولوی انوار اللہ صاحب حیدر آبادی کے جواب میں کتاب لکھنی پڑی اور اس میں حضرت صاحب کے دعویٰ نبوت پر بحث کرنے کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے ذیل کا جواب دیا:۔

''اگر نکتہ چین صاحب کی مراد یہاں دعویٰ نبوت و رسالت تشریعی ہے تو یہ محض افتراء ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے توضیح المرام میں لکھا ہے واما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعھا من یوم نزل فیہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین ہاں حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور محدث کی تعریف جو احادیث صحیح

بخاری وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے وہ ایک قسم کی جزوی نبوت اور ظلی اور طفیلی رنگ کی ہوتی ہے جو ہر ایک محدث امتی کو عطا ہوتی ہے (انوار اللہ صفحہ ٦٦٣)

غرض حضرت مرزا صاحب نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ نبی حقیقی ہونے کا جو خاتم النبیین کے منافی اور لانبی بعدی کے خلاف ہے جس میں استغراق بہ سبب واقع ہونے نکرہ تحت نفی جنس کے ایسا کامل ہے ا ...... (انوار اللہ صفحہ ۲٦۹)

۱۹۰۴ء میں وہ توضیح مرام کا حوالہ دے رہے ہیں جو ۱۸۹۱ء کی تصنیف ہے مگر اب میاں صاحب کے ہمنوا ہو کر یوں کہیں گے ''۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔'' (حقیقۃ النبوۃ) اور ۱۹۰۴ء میں لکھتے ہیں ''حضرت مرزا صاحب نے صرف محدث ہونے کا دعویٰ کیا ہے' اور اب میاں صاحب کی مریدی کا حق ادا کریں گے کہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اعلان کیا کہ میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں۔'' (صفحہ ۱۳۰)

مولوی عمرالدین شملوی کی شہادت

مولوی عمرالدین صاحب شملوی ۱۹۱۴ء میں کتاب ''ختم نبوت'' کی حقیقت لکھتے ہیں جس کی اشاعت میاں صاحب کی مریدی اختیار کرنے کے بعد ہوتی ہے۔اس میں ایک لمبی بحث کا خلاصہ ان الفاظ میں آتا ہے:۔

''نبی بالفعل اور نبی بالقوۃ میں صرف منصب کا فرق ہے ورنہ دونوں میں کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا۔اور محدث کو جب نبی کہیں گے تو بلحاظ کمالات کے ہی کہیں گے اور حضرت مرزا صاحب نے بھی انہی معنوں میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔اگر سد باب ا نبوت نہ ہوتا تو محدث ویسے ہی نبی ہو جاتے جیسے پہلے تشریعی نبی تھے۔اس لئے سد باب نبوت کہہ کہ دعویٰ نبوت سے انکار کرنا یہی معنی رکھتا ہے کہ میں تشریعی نبوت کا مدعی نہیں ہوں جو ختم نبوت کے خلاف ہے ہاں محدث ہوں جو بالقوۃ نبی ہوتا ہے۔'' (ختم نبوت کی حقیقت صفحہ ۲۱۰)

اور ایک اور رسالہ میں جو وہ بھی ۱۹۱۴ء کا ہے یوں لکھا ہے:۔

''یہ تو سچ ہے کہ امت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی تشریعی نہ ہوگا۔مگر یہ تو کسی زمانہ میں بھی اجماع نہیں ہوا کہ بروزی نبوت کا بھی دروازہ بند ہو گیا بلکہ اس کے برخلاف ہر زمانہ میں ایسے لوگ موجود رہے جو بروزی نبوت کے خود مظہر تھے۔'' (تکدر النجم صفحہ ۹۷۸)

۱۹۱۴ء تک ان مولوی صاحب کا ایمان بھی دوسرے لوگوں کی طرح یہی تھا کہ حضرت صاحب کی نبوت سے مراد محدثیت ہے مگر اب وہ ایمان باقی نہیں رہا ا انہوں نے خود بھی ۱۹۱۴ء میں بیعت کے بعد اس خطرہ کو محسوس کیا تھا اور یوں لکھا تھا۔

''جب ہم کھول کھول کر دکھا رہے ہیں کہ حضرت میاں صاحب تو صاف قرآن وحدیث کے خلاف اعتقاد رکھتے ہیں کہ تمام اہل قبلہ جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کی وہ کافر ہیں اور اب تو احمدیوں کو بھی فاسق کا خطاب مل رہا ہے گو یہ تو ہمیں نہیں کہا جاتا کہ تم یہ بات مانو۔مگر اس میں کیا شک ہے کہ خود میاں صاحب کا عقیدہ یہی ہے جو آپ کو امام جانیں گے۔لازمی امر ہے کہ وہ ایسے عقیدہ کی طرف جھک پڑیں۔چنانچہ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ جن لوگوں نے بیعت کر لی ہے۔ان میں سے بہت سے لوگ اس طرف رجحان رکھتے ہیں۔'' (پیغام صلح ۲۴/مارچ ۱۹۱۴ء)

مگر آخر خود بھی اوروں کے ساتھ ایسی پیر پرستی کا شکار ہوئے اور ان تمام اہل قبلہ مسلمانوں کو جنہوں

حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت نہیں کی کافر سمجھنے لگ گئے۔ ؎

میر قاسم علی کی شہادت

میر قاسم علی صاحب نے جو بہت سے اخباروں کے ایڈیٹر اور کتابوں کے مصنف ہیں ۱۹۱۱ء میں ایک کتاب ’’دین الحق‘‘ نام سے لکھی تھی۔ جس میں حضرت صاحب کی اپنی تحریریں نقل کر کے پبلک کو یہ یقین دلایا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ نبوت ہرگز نہ تھا۔ چنانچہ ذیل کے الفاظ اس کتاب میں نقل کئے گئے ہیں:۔

’’سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کا کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔‘‘ (صفحہ ۲۸)

’’اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجنابؐ کے بعد اس امت کیلئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا...... ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک میں ہوں (ص ۳۱)

(۶) یہ لوگ تو ہندوستان میں یہ تشریحات پیش کرتے تھے مگر مولوی غلام نبی صاحب نے ۱۹۰۱ء کے بعد اہل مصر کو بھی یقین دلایا کہ حضرت صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا دشمنوں کا افتراء ہے۔ چنانچہ ان کی کتاب ہدیۃ السعدیہ میں ذیل کی عبارتیں موجود ہیں:۔

ولکن لاصلاح السلسلة موسوية فی الداین کانوا الانبياء فی السلسلة المحمدية اولياء وعلماء (صفحہ۲).

قال الوهابی امامکم یدعی النبوة لانه یقول اوحی الی قال الا احمدی وذالک ظن فاسدلان القران جاء بلفظ الا بجاء فی مواضع کثیرة منها اذااوحینا الیٰ امک مایوحیٰ و اوحی ربک الی النحل نخرج الیٰ قومه فاوحی الیهم ان سبحوا بکرة وعشيا غیرذالک من المواضع فان الایحاء لا یختص بالنبوة وقولهم انهٗ یدعی المسیحیة والمسیح کان نبیاقیاس فاسدلانک قدسمعت دلائل صوته ونبینا محمد علیه الصّلوٰة والسلام خاتم الانبیاء لایاتی بعدهٗ نبی لا من العرب ولامن الیهودولامن العجم لاجدیدولاقدیم والافدین البابیة حق (ص ۱۵)

ترجمہ:۔ اصلاح سلسلہ موسویہ کے لئے انبیاء آتے رہے اور سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اولیاء اور علماء ہیں۔ صفحہ۲

وہابی کہتا ہے کہ تمہارا امام نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ میری طرف وحی ہوئی ہے احمدی کہتا ہے کہ یہ ظن فاسد ہے۔ کیونکہ قرآن شریف نے بہت جگہ لفظ وحی استعمال کیا ہے جیسے اذااوحینا الیٰ امک مایوحیٰ اور اوحیٰ ربک الیٰ النحل اور فاوحی الیهم ان سبحوا بکشرة وعشیا۔ وغیرہ پس وحی انبیاء سے

مخصوص نہیں ہے ...... اور ان کا یہ کہنا کہ وہ مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے اور مسیح نبی تھا۔قیاس فاسد ہے کیونکہ تو نے اس کی موت کی دلیلیں سن لی ہیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔نہ عرب سے نہ یہود سے نہ عجم سے نہ نیا نہ پرانا۔ورنہ بابیوں کا مذہب سچا قرار پائے گا۔

یہ صرف میں نے ان چھ مصنفین کے حوالجات دئے ہیں جو میاں صاحب کے حلقۂ مریدی میں اب تک شامل ہیں جو نکل چکے ہیں۔ان کی تحریروں کے حوالجات میں نے ضروری نہیں سمجھے۔ان میں سے قابل ذکر مرزا خدا بخش مصنف عسل مصفیٰ ہیں جنھوں نے اول میاں صاحب سے بیعت کر لی مگر جلدی بوجہ ان کے عقائد فاسدہ کے ان سے علیحدہ ہو گئے اور مخالفین سلسلہ کا جواب تصنیف کے رنگ میں دینے والوں میں سب سے اول حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب ہیں جن کا شغل خاص ۱۸۹۱ء سے لے کر آج تک یہی رہا ہے جن کی تحریروں میں جا بجا ذکر ہے کہ حضرت صاحب کی نبوت جزوی نبوت یا محدثیت تھی۔آپ کو جب میاں صاحب کے جدید مذہب کا علم ہوا تو اول میاں صاحب کو خطوط سے پھر رسالوں سے سمجھانے کی کوشش کی اور جب انہوں نے کوئی بات نہ سنی تو آخر ان سے علیحدہ ہوئے۔

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) یو کے

15 Stanley Ave,Wembley, UK HA0 4JQ

www.virtualmosque.co.uk

ای میل: aaiiLahore@gmail.com

جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد

۱۔اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان۔

۲۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔بالفاظ بانی سلسلہ احمدیہ:۔''اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا''، ''جو شخص ختم نبوت کا منکر ہوا اُسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔''، ''میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔''

۳۔قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب ہے جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہوگا۔

۴۔آنحضرت ﷺ کے بعد مجددین آئیں گے۔اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء۔

۵۔ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہل سنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام، محدث یا مجدد کی تحقیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ہر اس شخص کو جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رسولُ اللّٰهُ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان ہے۔خواہ اُس کا تعلق کسی بھی فرقہ سے ہو۔

۷۔حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا دعوی مجدد و مسیح موعود اور مہدی کا تھا نبی کا ہرگز نہیں۔ ان کے اپنے الفاظ:''اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے۔''

اِن عقائد رکھنے والی جماعت کو کافر کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟